بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجتماعی اجتہاد

''اجتہاد'' عصر حاضر میں زیر بحث آنے والے اہم موضوعات میں سے ایک ہے اور یہ دین کی تعبیر کے حوالے سے علماء اور متجددین کے مابین کشمکش کا ایک وسیع میدان ہے۔ اس پر دونوں طرف سے بہت کچھ لکھا گیا ہے' لکھا جارہا ہے اور لکھا جاتا رہے گا' اور جب تک قدیم وجدید کی بحث جاری رہے گی' یہ موضوع بھی تازہ رہے گا۔ اجتہاد کے حوالے سے اس وقت دو نقطۂ نظر پائے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ دین کے معاملات میں جتنا اجتہاد ضروری تھا وہ ہمارے فقہاء نے کرلیا ہے' اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی' عصر حاضر میں اس کا دروازہ کھولنے سے دین کے احکام و مسائل کے حوالے سے نت نئے فتنوں کا دروازہ کھل جائے گا اور اسلامی شریعت کا وہ ڈھانچہ جو چودہ صدیوں سے اجتماعی طور پر چلا آرہا ہے' مسخ ہو کر رہ جائے گا' اس لیے اجتہاد کا نام بھی نہ لیا جائے' اجتہاد کی بات کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کی جائے اور اجتہاد کے عنوان سے کوئی بات نہ سنی جائے۔ یہ نقطۂ نظر قدیم علماء کا ہے۔ جبکہ دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اجتہاد آج کے دور کی سب سے بڑی ضرورت ہے' یہ وقت کا تقاضا ہے' ہر مسئلے میں اور ہر سطح پر اجتہاد ہونا چاہیے اور اجتہاد کے نام پر دین کے پورے ڈھانچے کو تبدیل کر کے اسلام کو ایک نئے انداز میں پیش کیا جانا چاہیے' اور خاص طور پر جدید مسائل و مشکلات کا اجتہاد کی روشنی میں حل نکالا جانا چاہیے' تاکہ جدید عالمی فکر اور اسلام میں ہم آہنگی پیدا کی جاسکے۔

یہ دونوں گروہ اپنی اپنی جگہ مضبوطی سے کھڑے ہیں اور اپنے دائرۂ فکر سے ہٹ کر کوئی بات سننے کے روادار نہیں ہیں۔ پہلے نقطۂ نظر کے حاملین کا کہنا یہ ہے کہ اسلام کے خلاف مغرب کی صدیوں سے جاری علمی و فکری جنگ کے ایجنڈے میں یہ بات شامل ہے کہ مسلمانوں کو اسلام کی حقیقی صورت سے محروم کر کے برائے نام مسلمان بنایا جائے اور اس طرح اسلام کے ایک مکمل ضابطۂ حیات اور نظامِ زندگی کے طور پر دوبارہ اُبھرنے کے امکانات کو روکا جائے۔ اس لیے اجتہاد کی کوئی بات اس ماحول میں قبول نہ کی جائے اور ایسی ہر کوشش کو مغرب کی معاونت سمجھ کر رد کر دیا جائے۔ دوسرے نقطۂ نظر کے قائلین کا موقف ہے کہ اگر اسلام کو تحفظات کے دائرہ سے نکل کر آج کی عالمی دنیا میں آگے بڑھنا ہے اور اسے دنیا کی دوسری اقوام کے سامنے پیش کرنا ہے تو عصر حاضر کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر اس کی تشکیل جدید ضروری ہے۔

اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ دونوں موقف انتہا پسندانہ ہیں۔ اعتدال اور توازن کی راہ یہ ہے کہ اجتہاد کے اصول و ضوابط' طریق کار اور اس کی اہلیت و صلاحیت کا تعین قرونِ اولیٰ میں ہو چکا ہے اور تابعین و تبع تابعین کے دور میں بیسیوں فقہائے کرام نے اجتہاد کے اصول اور معیارات مقرر کیے ہیں۔ ان اصولوں میں نظر ثانی یا ان میں کسی نئے مکتبِ فکر کے اضافے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ جہاں تک اجتہاد کے عملی پہلو کا تعلق ہے' یعنی متقدمین فقہاء کے ان اصولوں کی روشنی میں ہر دور میں پیش آمدہ مسائل پر شرعی رہنمائی' تو اس اجتہاد کا انکار کسی بھی معروف فقہی مکتبِ فکر کے علماء نے نہیں کیا۔ اجتہاد کی ایک شکل 'اجتماعی اجتہاد' کی بھی ہے جس پر آئندہ شمارے میں' ان شاء اللہ' گفتگو ہوگی۔ OO